لڑکیوں کی تعلیم و تربیت

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

لڑکیوں کی تعلیم و تربیت

(فرمودہ یکم جولائی ۱۹۳۱ء بر موقع افتتاح ایف اے کلاس گرلز ہائی سکول قادیان)

۱۹۲۵ء میں میں نے اس نیت سے کہ عورتوں کی تعلیم ایسے اصول پر ہو کہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کی بھی تکمیل ہو سکے۔ اور اس خیال سے کہ مذہبی تعلیم اپنے ساتھ دلچسپی اور دلکشی کے زیادہ سامان نہیں رکھتی اور بعد میں اس کا حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے' مذہبی تعلیم کو پہلے رکھا تاکہ ایک حد تک دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد لڑکیاں انگریزی تعلیم حاصل کر سکیں۔ اور چونکہ اس سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے اس لئے یہ بڑی عمر میں بھی اگر حاصل کرنی پڑے تو گراں نہ گزرے گی لڑکیوں کیلئے پہلے عربی کی کلاسیں کھولیں۔ اس وقت قادیان میں بھی ایسے لوگ تھے جو اس پر معترض تھے اور باہر بھی۔ خاص کر پیغامی سیکشن نے بہت ہنسی اڑائی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے پنجاب میں ہی نہیں بلکہ ہندوستان میں یہ پہلی مثال ہے کہ اس کثرت سے مولوی کا امتحان ہماری جماعت کی لڑکیوں نے پاس کیا۔ میرا خیال ہے سارے ہندوستان میں اتنے عرصہ میں مولوی کا امتحان پاس کرنے والی اتنی لڑکیاں نہ ہوں گی جتنی ایک سال میں ہماری لڑکیوں نے یہ امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد زنانہ سکول کی لڑکیاں چونکہ ہائی کلاسوں کی تعلیم پا سکتی تھیں اس لئے مدرسہ ہائی کے استادوں کی امداد سے ہائی کلاسیں کھولی گئیں۔ ان میں بھی خدا کے فضل سے اچھی کامیابی ہوئی اور اس سال سات طالبات انٹرنس کے امتحان میں کامیاب ہوئیں۔ یہ بھی اپنی ذات میں پہلی مثال ہے کیونکہ کسی سکول سے سات مسلمان لڑکیاں آج تک ایک سال میں کامیاب نہیں ہوئیں۔ اور چونکہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ہم اپنی جماعت کو بھی تحریک کرتے رہتے ہیں اس لئے قادیان سے باہر بھی کئی لڑکیوں نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور اچھے نمبروں پر پاس کیا ہے۔ چنانچہ ایک احمدی لڑکی

لڑکیوں کے مقابلہ میں سیکنڈ رہی اور لڑکوں کے مقابلہ میں اس کا تیرھواں یا چودھواں نمبر ہے۔

میرا منشاء یہ ہے کہ اس تعلیم کو جاری رکھا جائے حتّٰی کہ اتنی کثیر تعداد گریجوایٹ خواتین کی پیدا ہو جائے کہ ہم سکول میں بھی زنانہ سٹاف رکھ سکیں اور کالج بھی قائم کر سکیں۔ گورنمنٹ نے اب مردوں کے لئے یہ شرط عائد کر دی ہے کہ وہ پرائیویٹ امتحان نہیں دے سکتے لیکن عورتوں کیلئے یہ شرط نہیں۔ پیشتر اس کے کہ عورتوں کے لئے بھی پرائیویٹ امتحان نہ دینے کی شرط پنجاب یونیورسٹی عائد کرے، ہم اتنی تعداد پیدا کرلیں جو کہ ہماری آئندہ نسلوں کو تعلیم دینے اور ہماری تعلیمی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے کافی ہو۔

میں نے جہاں تک غور کیا ہے جب تک عورتیں ہمارے کاموں میں شریک نہ ہوں، ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ زیادہ تر امور ایسے ہیں جن میں عورتوں کا سوال پیش آتا ہے۔ اسی طرح تربیتِ اولاد کا سوال ہے جو عورتوں سے خاص طور پر تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ حل نہیں ہو سکتا جب تک کہ عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوں اور یہ کام ان کے سپرد نہ کر دیا جائے۔ کسی گھر میں کتنی ہی تعلیم یافتہ عورت ہو اور وہ بچوں کی کتنی ہی اعلیٰ تربیت کرتی ہو اس میں کامیابی نہیں ہو سکتی کیونکہ اولاد پر ارد گرد کے بچوں کا بھی اثر پڑتا ہے اور تمام بچوں کی صحیح تربیت اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ کافی تعداد میں تعلیم یافتہ عورتیں مل جائیں۔ اور چھوٹی عمر کے بچوں کے بورڈنگس بنا کر ان کا انتظام عورتوں کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ ان میں بچپن میں ہی خاص اخلاص پیدا کریں۔ اور پھر وہ بچے بڑے ہو کر دوسروں کے اخلاق کو اپنے اخلاق کے سانچے میں ڈھالیں۔ بغیر ایسی اجتماعی جدوجہد کے کامیابی نہیں ہو سکتی نہ تقریروں سے نہ وعظوں سے نہ درس سے۔ اس میں کامیابی کی یہی صورت ہے اور قومی کیریکٹر اسی طرح بن سکتا ہے کہ ایسے ہومز قائم کئے جائیں اور جنہیں خدا تعالیٰ توفیق دے وہ ان میں اپنے بچوں کو داخل کریں عورتیں ان کی نگران ہوں۔ بچے چھوٹی عمر سے لے کر سات آٹھ سال تک ان میں رہیں۔ اور اس عرصہ میں ان میں اعلیٰ اخلاق پیدا کئے جائیں۔ پھر یہ جماعت دوسروں کو اپنے رنگ میں ڈھالے۔ یہ لڑکے اور لڑکیاں جن کے سات آٹھ سال تک کی عمر میں ایک جگہ تربیت پانے میں کوئی حرج نہیں قوم کے لئے بہت مفید ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسے ہومز قائم کر سکیں تو اس کے ذریعہ اخلاق پیدا کئے جا سکتے اور ایسی تربیت ہو سکتی ہے جو ہماری جماعت کو دوسروں سے بالکل ممتاز کر دے۔ مگر یہ بات کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کافی تعلیم یافتہ عورتیں نہ ہوں۔

اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں زنانہ کالج مردانہ کالج سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیں مردانہ کالج کی ضرورت نہیں۔ ضرورت ہے۔ مگر اس کے متعلق سرکاری طور پر جو شرائط ہیں وہ ہم ابھی پوری نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر ہم ان شرائط کو پورا کر سکیں تو بھی میرے نزدیک لڑکیوں کے لئے کالج ضروری ہے کیونکہ لڑکے تو باہر بھی رہ سکتے ہیں لیکن لڑکیوں کے لئے باہر رہنا مشکل ہے۔ ان حالات کو مدنظر رکھ کر جیسا کہ ناظر صاحب نے بیان کیا ہے بے سروسامانی کی حالت میں کام شروع کیا جا رہا ہے ہم امید کرتے ہیں کہ ہائی سکول کے اساتذہ نے لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق جیسے پہلے محنت کی ہے اب بھی کریں گے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ لڑکیوں کی ایف۔ اے کلاس کے لئے مضمون جیاگریفی (GEOGRAPHY) مقرر کیا گیا ہے۔ میں نے سنا ہے۔ عام طور پر طالب علم یہ مضمون نہیں لیتے۔ شائد اس لئے کہ اسے مفید نہیں سمجھا جاتا۔ یا اس لئے کہ اس میں امتحان سخت ہوتا ہے اور لڑکے کم پاس ہوتے ہیں۔ دراصل یہ ایسا علم ہے جس کی زنجیر نہیں ہوتی اور اس وجہ سے یہ مشکل سے یاد ہوتا ہے جن علوم میں زنجیر ہوتی ہے وہ جلد یاد ہوتے ہیں کیونکہ ایک بات سے دوسری بات یاد آجاتی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ فلاسفی میں امتحان دینے والے زیادہ نمبر حاصل کرتے ہیں کیونکہ اس میں زنجیر چلتی ہے۔ میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ اس مضمون کے لئے آدمی تیار کر لیا جائے۔ ہمارے قاضی محمد اسلم صاحب پروفیسر اس میں ماہر ہیں۔ سکول میں اب جو چھٹیاں ہونے والی ہیں' ان میں ان سے یا کسی اور سے ضروری ضروری باتیں پڑھا لی جائیں۔ اور یہ مضمون لڑکیوں کے لئے رکھا جائے۔ اس میں کامیابی کی زیادہ توقع ہو سکتی ہے۔ چونکہ یہ ہماری پہلی کوشش ہے اس لئے ایسی راہ اختیار کرنی چاہئے جس سے کامیابی کی زیادہ توقع ہو۔ فلاسفی تربیت اولاد میں بھی بہت امداد دیتی ہے۔ اس لئے یہی پڑھانی چاہئے۔ میں امید کرتا ہوں منتظمین اس کے لئے کوشش کریں گے اس کے بعد میں دعاء کرتا ہوں جس میں سب احباب شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ ہمارے اسباب میں جو کمزوری ہے اسے دور کر کے اعلیٰ درجہ کا نتیجہ پیدا کرے۔ اور ایسے فوائد عطا کرے کہ جن سے نہ صرف عورتوں کی ذہنی ترقی ہو بلکہ آئندہ اولاد کی تربیت کے لئے بہتر سے بہتر سامان پیدا ہوں۔

(الفضل مؤرخہ ۷ جولائی ۱۹۳۱ء)